رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن	عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا	دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔
اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۱۵- دسمبر ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ۲۹ صفر ۱۳۳۶ھ | نمبر ۴۸

مدینۃ المسیح

بہ تقریب سالانہ جلسہ مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی ہے چنانچہ کشمیر و دیگر مقامات کے بعض احباب آ پہنچ چکے ہیں۔

بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے خطبہ جمعہ کے پہلے جناب مخدوم محمد افضل صاحب کا نکاح ثانی میاں محمد علی صاحب رائے ونڈ کی لڑکی اشرف بیگم سے چار ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ خدا تعالیٰ طرفین کے لئے مبارک کرے

گذشتہ جمعہ کا خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مہمان نوازی کے متعلق فرمایا۔ اور ساکنان قادیان کو سالانہ جلسہ پر احباب کی خاطر تواضع کرنے کی تلقین فرمائی۔

اخبار احمدیہ

بیعت خلافت

جس انسان کے دل میں صداقت کی تڑپ اور صراط مستقیم پانے کا جوش ہوتا ہے اور وہ اس کے لئے کوشش بھی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ ضرور اسے کامیابی عطا کیا کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا وعدہ ہے کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا جو لوگ ہمارے لئے کوشش کرتے ہیں۔ ان کو ہم اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں۔ اس الٰہی ارشاد کے ماتحت اس وقت بہت سے ایسے لوگ راہ راست پا چکے ہیں جنہیں خلافت ثانیہ کے دور میں بعض خود غرض اور فتنہ پرداز لوگوں نے جماعت احمدیہ سے جدا کر دیا تھا اسی طریق سے سلسلہ احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہونے والے ایک دوست کا تازہ خط درج ذیل کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ وہ دوست جو ابھی تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے۔ وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ خط یہ ہے۔

بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی علیہ السلام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھ پر بذریعہ خواب ایسے امور ظاہر ہوئے۔ کہ جس سے

سالانہ جلسہ

اس دفعہ سالانہ جلسہ ۲۵-تا ۲۹- دسمبر پانچ دن ہونا قرار پایا ہے۔ احباب کو چاہیے کہ ۲۴ تاریخ کی شام تک وہ قادیان دارالامان میں پہنچ جائیں۔

میں حضور کو خلیفہ برحق یقین رکھتا ہوں - اور توبہ کرتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ مجھ کو اپنا خادم تصور فرما کر میرا نام سلسلہ مبائعین میں داخل فرمایا جاوے - اور میرے لئے استقامت اور صراط مستقیم پر قائم رہنے کی دعا فرمائیں - اور جلسہ مبارکہ پر میں انشاء اللہ تعالیٰ حاضر خدمت ہونگا -

حضور کا ناچیز غلام عاجز (ڈاکٹر) فیض قادر از کپورتھلہ

سوتھ سی میں تبلیغ اسلام

انگلستان کے جنوبی ساحل پر

سوتھ سی ہے - جو نہایت عالیشان بندرگاہ پورٹسمتھ کا ایک حصہ ہے - اس شہر کی میونسپلٹی کا نشان چاند اور ستارا ہے - جو اسلام کی طرف خاص تناسب کو ظاہر کرتا ہے - تعجب نہیں کہ جلد اس سرزمین پر گورے گورے مخدوا سے مسلم دکھائی دیں - ۱۹۱۵ء سے ہمارے اسلامی مشن کا تعلق خصوصیت سے اس مقام کے ساتھ ہے جبکہ مشنری اسلام چودھری فتح محمد صاحب ایم - اے کے متعدد لیکچروں کے بعد ایک تعلیم یافتہ خاتون نے - اور بعد ازاں ایک معزز صاحب نے علی الاعلان اسلام کا اظہار کیا - اب خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں ایک معقول جماعت مسلمین کی قائم ہوگئی ہے - اوائل ایام ماہ اکتوبر میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے وہاں دو لیکچر حقیقت اسلام پر دیئے - صداقت پسند روحوں نے حق قبول کیا - پھر دو سوسائیٹیوں نے راقم کو لیکچر کے لئے مدعو کیا - خاکسار ۲- اکتوبر سے ۴- اکتوبر تک وہاں رہا اور چار لیکچر اسلام کی صداقت - فضائل - اور برکات پر ہوئے - بعض خصوصیت سے متاثر ہوئے - اور مکان پر مزید تفتیش کے لئے آئے - اور امید ہے کہ بعض جلد نور اسلام سے منور ہونگے - وہاں سے واپسی پر کئی ایک امید افزا خطوط آئے ہیں - اور ان لوگوں کی خواہش ہے کہ ہم پھر جلد وہاں جائیں - والسلام - ۲- نومبر ۱۹۱۷ء

خاکسار قاضی عبداللہ بی - اے - علیگ) نمبر ۴ سٹار سٹریٹ لنڈن ڈبلیو نمبر ۲-

مونگھیر میں تبلیغی درس

مونگھیر میں حکیم مولوی خلیل احمد صاحب

کی آمد اور ان کے متواتر لیکچر تبلیغ اور مباحثات سے ایک طرف ابو احمد محمد علی کی بڑھتی ہوئی مخالفت سرد پڑ گئی - اور ان کے کیمپ میں سناٹا پیدا ہوگیا - دوسری طرف جماعت میں ایک جوش اور ولولہ نئے سرے سے پیدا ہوگیا ہے - اور جماعت کو اپنی معلومات بڑھانے کا بھی بہت اچھا موقع حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے طفیل ہاتھ آیا ہے - کیونکہ حضور نے جماعت کی خواہش اور درخواست پر حکیم صاحب موصوف کو چند ماہ یہاں ٹھیرنے کی اجازت عنایت فرمائی ہے - جس کی جماعت عرصہ سے متمنی تھی -

آجکل حکیم صاحب موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے ایک خطبہ جمعہ کی بنا پر جس میں حضور نے جماعت کے ہر فرد کو مبلغ بننے کی تحریک فرمائی ہے - مونگھیر میں ایک تبلیغی درس جاری کر رکھا ہے - جس میں ہر چھوٹا بڑا احمدی شریک ہوتا ہے - اور درس کے نوٹ لیتا ہے - پہلا درس دعوٰۃ مسیح پر ہوا - اور اس میں زیادہ تر آپ نے مخالفین کے سخت سے سخت اور پیچیدہ سے پیچیدہ اعتراضات کو پیش نظر رکھ کر نوٹ لکھائے ہیں - اس طرح آپ کا ارادہ ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے سارے مضامین پر درس دیں اور جماعت کو ساری باتیں نوٹ کرائیں - (مالک عبدالعزیز اسسٹنٹ ماسٹر ضلع سکول مونگھیر)

اضلاع گورداسپور جالندھر ہوشیارپور کے احباب توجہ کریں

ایہا الاحباب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

وبرکاتہ - میں نے بایماء جناب سکرٹری صاحب ترقی اسلام بعد جلسہ سالانہ ضلع گورداسپور - جالندھر و ہوشیارپور میں انشاء اللہ تبلیغی دورہ کرنا ہے - ان ہرسہ اضلاع کے احباب جلسہ پر خاکسار سے مل کر مشورہ دیں کہ ان اضلاع میں تبلیغی پروگرام کیا ہونا چاہیئے - اور صرفی یا نحوی اور منطقی مولوی کہاں کہاں ہیں - تاکہ ساتھ گفتگو کرنے اور تعلیم دینے کا طریق بھی جاری رہے - خاکسار نے جو تجویز سوچی یا سمجھی ہے - وہ بھی احباب کے روبرو عرض کرونگا - والسلام

خاکسار محمد ابراہیم بقاپوری - احمدی مبلغ

اشاعت قرآن میں سعی

ہمارے مکرم بھائی چوہدری اللہ داد خاں صاحب منشی سب ڈویژن بھپیانہ محکمہ نہر نے خاص کوشش کے ساتھ ترقی اسلام کے ترجمہ قرآن کریم پارہ اول انگریزی اور اردو کی تین - تیس کاپیاں فروخت کی ہیں - اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے - دوسرے دوستوں کو بھی کوشش کرنا چاہیئے -

درخواست دعا

برادرم ابو بشیر احمد صاحب راولپنڈی اور محمد یعقوب صاحب احمدی طالبعلم گوگھیاٹ سے درخواست دعا کرتے ہیں -

ولادت

برادر فضل محمد خاں صاحب شملہ اور برادر فضل الدین صاحب ظفروال کے ہاں لڑکے پیدا ہوئے - خدا تعالیٰ صاحب عمر اور خادم دین بنائے

نماز جنازہ

مولوی سلطان محمود صاحب مدراس جو حضرت مسیح موعود کے پرانے خادم تھے - اور جنہوں نے طباعت ترجمہ قرآن کے زمانہ میں تصحیح وغیرہ کے متعلق مدراس میں بڑی محنت کی تھی فوت ہوگئے ہیں - انا للہ وانا الیہ راجعون - اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت نعیم میں جگہ دے - احباب سے درخواست ہے کہ انکی نماز جنازہ پڑھدیں -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دار الامان ۱۵ دسمبر ۱۹۱۷ء

صداقت اسلام

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی کی وہ تقریر جو حضور نے ۹- اکتوبر ۱۹۱۷ء بمقام پٹیالہ فرمائی اور ایڈیٹر الفضل نے قلمبند کی

خدا کی عنائتیں اس کی ہستی کا ثبوت ہیں

سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنے کے بعد حضور نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جو تمام بنی نوع انسان کا خالق۔ مالک اور رازق ہے۔ اس کی صفات پر جب ہم غور کرتے ہیں۔ اس کی عنائتوں اور انعاموں کو جب ہم دیکھتے ہیں۔ اس کے فضلوں اور رحموں کو جب ہم ملاحظہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اس کی عنائتوں۔ فضلوں اور رحموں کا کوئی شمار نہیں ہو سکتا۔ جس قدر اس کی صفات پر غور کیا جائے اسی قدر اس کے جلال اور اس کی شان کا زیادہ سے زیادہ علم ہوتا ہے۔ اور معرفت پیدا ہوتی ہے۔ مختلف بداعتقادیاں جو دنیا میں پھیل رہی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر کامل غور نہ کرنے کا ہی نتیجہ ہیں۔ دہریت بھی اسی کا نتیجہ ہے۔ اس وقت لوگ نئے نئے علوم کے غلط استعمال یا غلط فہمی کی وجہ سے۔ اس طرف چلے گئے ہیں۔ کہ دنیا خود بخود ہے۔ اور اس کا کوئی خالق نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ لوگ صفات الٰہیہ پر غور کرتے اور ان زبردست قدرتوں کا مشاہدہ کرتے جن کا ظہور ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ تو انہیں ماننا پڑتا کہ ضرور ایک بروست عالم۔ دانا۔ رحیم کریم ہستی موجود ہے۔

خدا کی ذات

دنیا میں بہت سی اشیا ایسی ہیں۔ جو نظر نہیں آتیں بلکہ آثار اور علامات سے۔ ان کا پتہ لگتا ہے۔ مثلاً خوشبو ہے۔ جو کبھی کسی کو نظر نہیں آتی۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں نے گلاب کی خوشبو کو دیکھا ہے۔ یا میں نے اسے سنا ہے۔ یا اسے چکھا ہے۔ لیکن اس سے کسی کو انکار نہیں کہ خوشبو ہوتی ضرور ہے۔ پھر دیکھئے انگور کی شیرینی کو کسی نے نہیں دیکھا۔ نہ سنا نہ سونگھا ہے۔ کسی خوش الحان گویے کی آواز کو کسی نے نہیں دیکھا۔ نہ چکھا نہ سونگھا نہ ہاتھ سے ٹٹولا ہے۔ لیکن باوجود اس کے کسی کو انکار نہیں ہے کہ آواز میں خوش الحانی۔ پھولوں میں خوشبو۔ انگور میں شیرینی ہوتی ہے۔ پس یہ ان لوگوں کی غلطی ہے جو نئے علوم کو اچھی طرح اپنے دماغ میں قائم نہیں رکھ سکے۔ اور کہتے ہیں کہ ہم اس چیز کو مانتے ہیں جس کو ہم دیکھتے ہیں۔ خدا کو چونکہ ہماری آنکھوں نے نہیں دیکھا اس لئے ہم اسے مان بھی نہیں سکتے۔ حالانکہ انہوں نے کبھی اپنی آواز کو نہیں دیکھا۔ کبھی عطر کی خوشبو کو نہیں دیکھا لیکن ان کو مانتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ بعض ایسی چیزیں ہیں جن کو انسان دیکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ان کے آثار سے پتہ لگتا ہے۔ اور انہیں سے فیصلہ کیا جاتا ہے۔ کہ کونسی چیز اچھی ہے۔ اور کونسی بری۔ گلاب کے پھول کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ جن کی خوشبو کو کسی نے نہیں دیکھا۔ مگر ان کے سونگھنے سے فیصلہ کیا جاتا ہے۔ کہ کونسا پھول اعلیٰ قسم کا ہے۔ اور کونسا ادنیٰ قسم کا۔ یہ تو میں نے ان اشیاء کے متعلق بتایا ہے جن کو حواس خمسہ میں سے کوئی ایک حواس محسوس کر سکتا ہے لیکن کئی ایسی چیزیں بھی ہیں۔ کہ جن کا ان حواس سے بھی علم نہیں ہو سکتا۔ مثلاً حافظہ ہے کبھی کسی نے اسے نہیں دیکھا نہ چکھا۔ نہ سنا۔ نہ ٹٹولا۔ اور نہ سونگھا ہے۔ لیکن معمولی سے معمولی عقل کا انسان بھی جانتا ہے۔ کہ حافظہ کی ایک طاقت ضرور ہے۔ چنانچہ بہت لوگ حکیم یا ڈاکٹروں کو جا کر کہتے ہیں کہ ہمارا حافظہ کمزور ہو گیا ہے۔ ہمیں بات یاد نہیں رہتی۔ وغیرہ وغیرہ اس سے پتہ لگتا ہے کہ وہ مانتے ہیں کہ حافظہ ضرور کوئی شے ہے۔ یہ کیوں مانتے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے حافظہ کے آثار اور علامات دیکھی ہیں۔

پس وہ لوگ جنہوں نے خدا کے انکار کی بنا۔ ان حواس خمسہ سے معلوم نہ ہونے پر رکھی ہے۔ ان کی غلطی ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی ان حواس سے بہت بالا ہے۔ اس لئے ان کے ذریعہ اس کو نہیں معلوم کیا جا سکتا۔ ہاں اس کے معلوم کرنے کے اور ذریعہ ہیں۔ اور وہ اس کی صفات کا ظہور ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سارے عالم میں خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور اس زور شور سے ہو رہا ہے کہ کوئی دانا اور عقلمند اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور اس بات کا علم بھی کہ خدا تعالیٰ کی کیا کیا صفات ہیں آثار سے ہی ہو جاتا ہے۔ جب ہم اس کی قدرتوں پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک ایسی ہستی ہے۔ جو رحیم و کریم ہے۔ رازق ہے۔ خالق ہے۔ مالک ہے۔ مارنے اور جلانے کی طاقت رکھتا ہے۔ کسی پر ظلم نہیں کرتا کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ وغیرہ۔ غرض دہریت بھی صفات الٰہی پر غور نہ کرنیکا نتیجہ ہے۔ اور اس کا علاج صفات الٰہی پر غور ہے۔ دیگر بداعتقادیاں اور باطل پرستیاں بھی صفات الٰہی پر غور نہ کرنیکا نتیجہ ہیں۔ چنانچہ سورہ فاتحہ جو ام القرآن ہے اور اس میں تمام ان مضامین کو اختصاراً بیان کر دیا گیا ہے۔ جو قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ بنی نوع انسان کو اسی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ کہ مذہب کے متعلق حق معلوم کرنے کے لئے اور اعمال کی درستی کے لئے صفات الٰہیہ پر غور ضروری ہے۔ اور اس سورت کے ابتداء میں ان چار صفات کو بیان کیا گیا ہے۔ جو خلاصہ ہیں تمام صفات کا۔ اور جن پر غور کرنے سے انسان تمام قسم کی بداعتقادیوں اور بدعملیوں سے بچ سکتا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے فرمایا

خدا کی ربوبیت

الحمد للہ رب العالمین سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ کس اللہ کے لئے۔ اس کے لئے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ یہ ایک ایسا چھوٹا سا فقرہ ہے۔ کہ بظاہر معمولی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جتنا اس پر غور کیا جائے۔ اتنا ہی خدا تعالیٰ کی رحمت اور انعام کا پتہ لگتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ کیوں اس لئے کہ وہ سارے جہانوں کا رب ہے۔ یعنی انسانوں کا ہی رب نہیں۔ بلکہ حیوانوں کا بھی رب ہے۔ اور حیوانوں کا ہی نہیں نباتات اور جمادات کا بھی رب ہے۔ اور ہر چیز جو دنیا میں

پائی جاتی ہے۔ اس کی وہ ربوبیت کر رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ شفقت کرنے والا ہے۔

خدا کی ربوبیت کا یقین گناہوں سے دور کر دیتا ہے۔

مسلمانوں میں سے بہت لوگ ایسے ہیں۔ جو یہ تو کہتے ہیں کہ خدا رب العلمین ہے۔ مگر غور نہیں کرتے کہ کس طرح ہے۔ اسی طرح اہل ہنود میں سے ایسے لوگ ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کو رب العلمین مانتے ہیں۔ مگر غور نہیں کرتے کہ کس طرح ہے۔ ایسے ہی عیسائیوں میں بھی لوگ ہیں۔ اگر یہ سب لوگ غور کریں تو ان کے دل خدا کی محبت اور پیار سے ایسے بھر جائیں۔ کہ وہ کبھی گناہ اور برائی کا نام تک نہ لیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جس سے محبت اور پیار ہوتا ہے۔ اس کی بات انسان رد نہیں کر سکتا۔ پھر جب کوئی پیارا اور محبوب ایسی بات کہے جو مفید اور فائدہ مند بھی ہو تو اس کو کس طرح رد کیا جا سکتا ہے۔

فرض کرو بیٹا باپ سے کوئی ایسی چیز مانگتا ہے۔ جس کے دینے میں اس کا کوئی نقصان نہیں ہے۔ بلکہ فائدہ ہے ایسی صورت میں تو اگر دشمن بھی کچھ مانگے۔ تو دینے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ چہ جائیکہ بیٹا مانگے۔ اور باپ دل میں جس سے محبت اور الفت ہوتی ہے۔ اس کی بات قبول کر لی جاتی ہے۔ اس لئے اگر خدا تعالیٰ کی ایسی شان بندوں پر ظاہر ہو جیسی کہ ہے تو وہ کبھی کوئی گناہ نہ کریں۔ اور ان میں خدا کے کسی حکم کے توڑنے کی ہرگز جرأت نہ ہو۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے احسانوں اور انعاموں کو دیکھ کر ان کے دل جوش محبت سے بھر جائیں۔ اس کی میں ایک مثال سناتا ہوں

ایک مثال

ہمارے بزرگوں میں سے ایک بزرگ گذرے ہیں۔ ان کے پاس ایک شخص کچھ لڈو لایا۔ انھوں نے اپنے شاگرد کو ان میں سے دو اٹھا کر دیئے۔ اور اس نے کھا لئے۔ تھوڑی دیر بعد انھوں نے پوچھا۔ لڈو کھائے۔ اس نے کہا جی ہاں کھا لئے ہیں۔ پھر انھوں نے پوچھا۔ کیا ایک ہی دفعہ کھائے ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ پھر انھوں نے پوچھا۔ دونوں کے دونوں کھا لئے ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ اسی طرح آپ بار بار پوچھتے رہے۔ جس سے شاگرد کو خیال پیدا ہوا کہ میں ان سے پوچھوں کہ کس طرح لڈو کھانے چاہئیں تھے۔ اس نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کسی دن بتائیں گے

ایک دن پھر جو ان کے پاس لڈو آئے۔ تو انھوں نے لڈو اٹھا کر رومال پر رکھا۔ اور اس سے ایک ریزہ توڑ کر لگے خدا تعالیٰ کے انعاموں کو گننے۔ کہ اس میں جو میٹھا پڑا ہے۔ وہ کس طرح پیدا ہوا ہے۔ کتنے آدمیوں نے اس کی تیاری کے لئے کوشش کی ہے۔ گرمی کے موسم میں جب تپش کی وجہ سے باہر نکلنا محال ہوتا ہے۔ زمیندار کام کرتے رہے ہیں۔ اور سردی کے موسم میں جب رضائی سے نکلنا کوئی پسند نہیں کرتا۔ وہ ٹھنڈے پانی کو کیاریوں میں ڈالتے رہے ہیں کیا انھوں نے یہ سب کچھ میرے لئے یہ لڈو تیار ہونے کے لئے کیا۔ میں نے تو کوئی عمل ایسا نہیں کیا تھا۔ کہ خدا نے اتنے آدمیوں کو میرے لئے یہ لڈو تیار کرنے پر لگا دیا اسی طرح انھوں نے لڈو کے ہر ایک جزو کو لے کر بیان کرنا شروع کیا۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے ظہر کی نماز پڑھ کر لڈو کھانے بیٹھے تھے۔ اور ابھی ایک ہی ذرہ منہ میں ڈالا تھا کہ عصر کی اذان ہو گئی۔ اور اٹھ کر وضو کرنے چلے گئے۔

ایک اور مثال

تو جو لوگ خدا تعالیٰ کے انعامات پر غور کرنے والے ہوتے ہیں وہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی بہت بڑے بڑے سبق حاصل کر لیتے ہیں۔ اسی قسم کی ایک مثال ہم نے سکول کی ریڈر میں پڑھی تھی۔ کہ ایک شخص تھا اس نے اپنے بھتیجوں سے کہا کہ ہم کل تمھیں کھانے کے بعد ایک لڈو کھلائیں گے۔ جو کئی لاکھ آدمیوں نے بنایا ہوگا۔ وہ یہ سن کر حیران رہ گئے۔ اور دل میں خوش ہوئے کہ وہ لڈو جو کئی لاکھ آدمیوں نے بنایا ہوگا۔ بہت ہی بڑا اور اعلیٰ قسم کا ہوگا۔ دوسرے دن جب وہ کھانا کھانے بیٹھے۔ تو ہر ایک نے کھانے میں سے ایک ایک دو دو لقمہ کھا کر چھوڑ دیا۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ مختلف کھانوں سے پیٹ بھر جائے۔ اور اس لڈو کا مزا پورے طور پر نہ لے سکیں۔ جب کھانے سے فارغ ہو چکے۔ تو بھتیجوں نے کہا۔ کہ آپ نے وعدہ کیا تھا۔ کہ کل تمھیں ایک لڈو کھلائیں گے جسے ایک لاکھ آدمیوں نے بنایا ہوگا۔ اب وہ لڈو دیجئے۔ اس نے کہا مجھے اپنا وعدہ یاد ہے۔ اور یہ کہکر اسی طرح کا ایک لڈو جس طرح کے بازار میں بکتے ہیں۔ نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا۔ اسے دیکھ کر لڑکوں کو سخت مایوسی ہوئی۔ اور کہا کہ آپ نے تو وعدہ کیا تھا۔ کہ ایسا لڈو کھلائیں گے۔ جو ایک لاکھ آدمیوں نے بنایا ہوگا۔ لیکن اب آپ نے ایک معمولی سا لڈو سامنے رکھ دیا ہے یہ کیا بات ہے۔ چچا نے کہا۔ قلم لے کر حساب کرنا شروع کرو میں بتاتا ہوں کہ اس لڈو کو کتنے آدمیوں نے بنایا ہے۔ دیکھو ایک حلوائی نے اسے بنایا ہے۔ پھر اس کے بنانے میں جو جو چیزیں استعمال ہوئی ہیں ان میں سے ہر ایک چیز کو کئی کئی آدمیوں نے بنایا ہے۔ مثلاً شکر ہی کو لے لو۔ اور دیکھو کہ اس کی تیاری پر کتنے ہزار آدمیوں کی محنت خرچ ہوئی ہے۔ کوئی شکر کو بیلنے والے ہیں۔ کوئی رس نکالنے والے۔ کوئی نیشکر بونے والے۔ پھر ہل جوتنے پانی دینے حفاظت کرنے والے۔ اسی طرح ہل میں جو لوہا۔ اور لکڑی خرچ ہوئی۔ ان کے تیار کرنے والوں کو گننے۔ اسی طرح اگر تم تمام چیزوں کے بنانے والوں کا شمار کرو تو کیا لاکھ کر بھی زیادہ آدمی بنتے ہیں۔ یا نہیں بھتیجوں نے یہ بات سن کر کہا۔ جو آپ کہتے تھے وہ ٹھیک اور درست ہے۔

غور کرنے کا نتیجہ

تو بعض باتیں بظاہر چھوٹی معلوم دیتی ہیں۔ لیکن اگر غور و فکر سے کام لیا جائے۔ تو پتے پتے سے خدا تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی اور شان و شوکت جلال اور جبروت۔ قدرت اور حکمت ظاہر ہوتی ہے۔ جن کو خدا نے غور کرنے والا دل و دماغ دیا ہے وہ غور کر کے معمولی سے معمولی چیزوں سے بڑے بڑے عظیم الشان فوائد حاصل کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ایک زمانہ ایسا تھا کہ جب لوگ کئی ایک چیزوں کو کہدیتے تھے کہ یہ ردی ہیں۔ کسی کام کی نہیں۔ کسی مصرف میں نہیں آ سکتیں۔ مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ایسی قوم جو غور و فکر سے کام لینے والی ہے۔ وہ ردی سے ردی اور ادنیٰ سے ادنیٰ چیزوں کو بھی استعمال میں لا کر فائدہ اٹھا رہی ہے

پاخانے سے بڑھ کر اور کیا چیز ردی اور فضول ہو سکتی ہے۔ لیکن اس سے بھی ہزاروں روپے حاصل کئے جاتے ہیں۔ ہڈیوں کو فروخت کر کے لاکھوں روپے کما لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح درختوں کے پتے جنہیں بالکل فضول سمجھا جاتا ہے۔ اور پھر بھوسہ اکٹھا کر کے لے جاتے ہیں۔ ان سے بڑے بڑے کام لئے جاتے ہیں۔ پھر گلیوں کے کوڑا کرکٹ کو فروخت کیا جاتا ہے یہ کیوں۔ اس لئے کہ انہوں نے غور و فکر کے ذریعہ معلوم کر لیا ہے۔ کہ ان اشیاء میں بھی فائدے ہیں۔ تو جو لوگ غور کرنے والے ہوتے ہیں۔ وہ ادنےٰ سے ادنےٰ بات سے بھی اعلیٰ سے اعلیٰ نتیجہ نکال لیتے ہیں۔

خدا کیونکر رب العلمین ہے

پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الحمد للہ اللہ کی حمد کرو۔ کیوں اس لئے کہ وہ تمام جہانوں کا رب ہے۔ میں نے ابھی بتایا ہے کہ بہت لوگ نہیں جانتے کہ خدا سب کا رب کس طرح ہے۔ میں بتاتا ہوں کہ وہ اس طرح ہے کہ ہر ایک ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کا خیال رکھنا اور اس کی پرورش کر کے اسے بڑھاتا ہے یہی نہیں کہ وہ انسان کا خیال رکھتا ہے۔ بلکہ انسان کے علاوہ جو بھی چیز ہے۔ اس کا اسے خیال رہتا ہے۔ نہ کہ انسانوں پر چھوڑ دیتا ہے۔ کیونکہ اگر دیگر چیزوں کی ربوبیت انسان کے سپرد کی جاتی۔ تو وہ کبھی اسے سرانجام نہ دے سکتا۔ کیونکہ وہ اپنے ہی نفع اور فائدہ کا خیال رکھتا ہے۔ دیکھئے انسان غلہ بوتا ہے۔ لیکن اگر کھیت میں تمام غلہ ہی غلہ پیدا ہوتا تو بہت کم لوگ ایسے ہوتے۔ جو دوسرے جانوروں کو کھانے کے لئے غلہ دیتے۔ لیکن خدا تعالےٰ چونکہ ان کا بھی رب ہے۔ اس لئے اس نے جہاں انسانوں کے لئے ان کی محنت اور کوشش کے مطابق غلہ پیدا کیا ہے۔ وہاں اس نے چارپاؤں کے لئے اسی مقدار سے جس سے انہوں نے محنت کی اور مشقت اٹھائی ہے۔ توڑی بھی پیدا کر دی۔ اور وہ صرف چارپاؤں کے کھانے کے لئے مخصوص کر دی ہے۔ لیکن اگر توڑی ایسی ہوتی کہ انسان اسے کھا سکتا۔ تو پھر امید نہ تھی کہ چارپاؤں کو دیتا۔ بلکہ خود ہی کھا لیتا۔ مگر خدا چونکہ رب العلمین ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جس طرح انسان میری مخلوق ہے۔ اسی طرح بیل وغیرہ بھی میری ہی مخلوق ہے۔ اس لئے گیہوں کے ساتھ اس نے توڑی بھی پیدا کر دی۔

اسی طرح اور چیزوں کو دیکھو قسم قسم کے پھل اور میوے ہیں۔ ان کا ایک حصہ اگر انسانوں کے کھانے کے لئے بنایا گیا ہے۔ تو دوسرا حصہ بارِیک اور کرم و کیڑوں اور چیونٹیوں کے لئے رکھ دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں انسانوں کی ربوبیت کا انتظام کیا ہوا ہے وہاں حیوانوں اور ادنیٰ سے ادنیٰ کیڑوں مکوڑوں کا بھی کیا ہوا ہے۔

جب ہم غور کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ تو ساتھ ہی اس طرف بھی توجہ ہوتی ہے۔ کہ جب خدا تعالیٰ ایسا رحیم و کریم ہے۔ اور اس کا اپنی مخلوق سے پیار اور محبت ماں باپ سے بھی بہت زیادہ بڑھا ہوا ہے تو جب اس نے اپنی ہر ایک مخلوق کے جسم کے لئے ایسا انتظام کیا ہے تو روح کے لئے کیا کچھ نہ کیا ہوگا۔ جو جسم کی نسبت زیادہ قیمتی چیز ہے۔

روح کی ربوبیت کے سامان

یہ ایک موٹی بات ہے کہ جو باپ ایک دن کے لئے اپنے لڑکے کو سفر پر بھیجنے کی خاطر جس قدر تیاری کرنے کی محنت اٹھاتا ہے۔ وہ اگر دس دن کے لئے سفر پر بھیجیگا۔ تو اس سے بہت زیادہ سامان کریگا۔ اس بات کو مدنظر رکھ کر سوچنا چاہئے کہ وہ خدا جس نے ہمارے ان جسموں کے لئے ایسا انتظام کیا ہوا ہے۔ جو کچھ عرصہ کے بعد فنا ہو جاتے ہیں کہ ان کی کوئی ضرورت ایسی نہیں۔ جو مہیا نہیں کی گئی۔ سانس کے لئے ہوا۔ روشنی کے لئے سورج جسم ڈھانکنے کے لئے کپڑے۔ بیماریوں کے لئے دوائیاں غرضکہ ہر ایک ضرورت کے سامان پیدا کئے ہوئے ہیں۔ تو پھر کیونکر خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس نے روحانی ضرورتوں اور حاجتوں کے لئے کچھ نہیں پیدا کیا ہوگا۔ کبھی کوئی عقل یہ تجویز نہیں کر سکتی۔ کہ جس خدا نے جسم کی حفاظت کے لئے اس قدر سامان پیدا کئے ہیں اس نے روح کے لئے کچھ نہیں کیا۔ خدا تعالےٰ کا رب العلمین ہونا اس بات کے ماننے پر ہمیں مجبور کرتا ہے۔ کہ اس نے ہماری روحوں کی زندگی کے لئے بھی کوئی سامان کیا ہو۔ ورنہ وہ رب العلمین نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مشاہدہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب سے دنیا چلی آتی ہے۔ اسی وقت سے ایسے لوگ ہوتے چلے آئے ہیں۔ جنہوں نے خدا سے کلام پا کر دنیا کو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی راہ بتائی۔

قرآن کریم کی صداقت

قرآن کریم میں آتا ہے ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ کہ کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس میں ہم نے نبی نہیں بھیجا۔ یہ ایک ایسی تعلیم ہے جو کسی قسم کا تعصب پیدا کرنے کی بجائے۔ نہایت وسعت پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ اگر ایک عیسائی کو کہا جائے کہ ایران اور ہندوستان۔ یا اور کسی ملک میں بھی نبی ہوئے ہیں۔ تو اس کے لئے تسلیم کرنا مشکل ہوگا۔ کیونکہ وہ اعتقاد رکھتا ہے کہ نبوت بنی اسرائیل تک ہی محدود ہے اس کے علاوہ اور کسی قوم میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح جب ہندوؤں کو کہا جائے کہ تمہارے ملک کے علاوہ اور ممالک میں بھی نبی آئے ہیں۔ تو وہ حیران ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اس سے ان کے مذہب کی تردید ہوتی ہے لیکن ایک مسلمان کی خوشی کی اس وقت کوئی انتہا نہیں رہتی جب اسے بتایا جاتا ہے۔ کہ فلاں ملک میں نبی بھی آیا ہے اور فلاں میں بھی یہ سن کر وہ کہتا ہے۔ سبحان اللہ کیسی اعلیٰ کتاب ہمیں دی گئی۔ جس نے پہلے ہی بتا دیا ہوا ہے۔ کہ کوئی قوم ایسی نہیں ہے۔ جس میں نبی نہ آیا ہو۔ اور ایسا ہی ہونا بھی چاہئے تھا۔ کیونکہ خدا رب العلمین ہے۔ کسی ایک قوم کا رب نہیں ہے۔ وہ ہر ایک انسان کو خواہ وہ کافر ہو یا مومن۔ افریقہ میں ہو۔ یا امریکہ میں۔ ایشیا میں ہو یا یورپ میں خوراک پہنچاتا ہے۔ آنکھیں اور دیگر اعضاء دیتا ہے۔ اس کا سورج سب کو برابر روشنی پہنچاتا ہے۔ اس کا مینہ سب جگہ برستا ہے۔ اس کا پانی سب کی پیاس بجھاتا ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے۔ جو خدا جسمانی طور پر سب کی ربوبیت کرتا ہو وہ روحانی طور پر ایسا بخیل ہو کہ کسی ایک قوم اور ملک میں تو رسول اور نبی اور اوتار بھیجے۔ مگر دوسرے میں نہ بھیجے

اگر یہ مان لیا جائے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ باقی انسانوں کو خدا نے پیدا ہی کیوں کیا تھا۔ کیوں نہ انہیں گھوڑے گدھے بنا دیا۔ کیونکہ جب انسان پیدا کیا تھا تو یہ بھی ضروری تھا کہ اس کی روحانی ضروریات کے سامان بھی پیدا کرتا۔ اور جس طرح اس نے آنکھیں دیکر ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے سورج پیدا کیا تھا اسی طرح جب اس نے دماغ دیا تھا۔ تو اس کے لئے مذہب بھی بتاتا۔

ہر قوم میں نبی

قرآن کریم کی تعلیم بتاتی ہے۔ اور واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ تمام دنیا میں نبی آتے ہیں۔ اور اس وقت تک کہ ایک ایسا مذہب نہ آیا۔ جو تمام جہان کو تعلیم دے سکتا تھا۔ مختلف ممالک اور اقوام میں نبی آتے رہے کیوں اس لئے کہ ہر قوم کے نبی صرف اپنی ہی قوم کے لئے آتے تھے چنانچہ بنی اسرائیل کے انبیاء صرف اپنی ہی قوم کے لئے آئے۔ اور ان کے سپرد اپنی ہی قوم کی تربیت کی گئی۔ جیسا کہ بائیبل سے پتہ لگتا ہے کہ جب حضرت مسیح کے پاس ایک غیر قوم کی عورت نے آکر کہا کہ "اے خداوند ابن داؤد مجھ پر رحم کر" تو انہوں نے کہا کہ "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا" پھر اس نے کہا "اے خداوند میری مدد کر" تو انہوں نے جواب دیا کہ "لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینی اچھی نہیں ہے"۔ (متی باب ۱۵) یہاں انہوں نے اقرار کیا ہے۔ کہ میں بنی اسرائیل کے سوا اور کسی کو ہدایت دینے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ اسی طرح دیگر اقوام میں بھی ایسی ایسی باتیں ملتی ہیں جن سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ان میں جو نبی بھیجے گئے۔ وہ صرف انہی کے لئے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ اپنی اپنی قوم کو ہی تعلیم دیکر حتی کہ وہ نبی آجائے۔

تمام دنیا کے لئے نبی

جس نے کہا کہ میں تمام دنیا کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور یہ دعوٰے اگر کسی نبی نے کیا ہے تو ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مجھے دوسرے نبیوں کی نسبت پانچ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی قوم کے لئے بھیجے جاتے تھے۔ مگر میں تمام جہانوں کے لئے ہوں۔ یہ دعویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی نے نہیں کیا۔ کہ میں ساری دنیا کے لئے ہوں اور کسی قوم کا یہ کہنا کہ ہمارا نبی تمام دنیا کے لئے آیا تھا درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس طرح تو مدعی سست گواہ چست والی مثل صادق آئیگی۔ اب بیشک عیسائی صاحبان کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح تمام دنیا کے لئے بھیجے گئے تھے لیکن ان کے اپنے الفاظ بتا رہے ہیں۔ کہ وہ صرف بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اور ان کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی بعثت سارے جہان کے لئے نہ تھی۔ پس یہ بعد کی بنائی ہوئی بات ہرگز سند نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ ساری جہان کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اسی طرح کسی نبی کا ایسا دعویٰ کسی اور مذہبی کتاب میں نہیں پایا جاتا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ قرآن کے سوا اور کوئی کتاب خدا کی طرف سے نہیں آئی۔ بلکہ یہ کہتے ہیں۔ کہ اس وقت جتنے مذہب سچے اور خدا کی طرف سے ہونے کے مدعی ہیں ان کی ابتدا خدا کی طرف سے ہوئی ہے۔ اور ان میں جو کتابیں بھیجی گئیں۔ وہ بھی ابتدا میں سچی تھیں۔ لیکن موجودہ صورت میں وہ اس قابل نہیں ہیں۔ کہ ان پر عمل کیا جائے۔ اور نہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام جہانوں کے لئے ہمیشہ کے واسطے ہیں۔ یہ دعویٰ صرف قرآن کریم کا ہی ہے۔ اور یہ ایسا دعویٰ ہے جو رب العالمین خدا کی شان کے شایان ہے۔ اور جو لوگ اس کے خلاف تعلیم پیش کرتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے رب العالمین ہونے کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اگر وہ اس صفت کو مد نظر رکھتے تو کبھی حق سے دور نہ ہوتے۔ خدا تعالیٰ کا رب العالمین ہونا ایک اور بات کی طرف بھی ہمیں متوجہ کرتا ہے۔ اور وہ یہ کہ جس طرح خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر پہلے فضل اور انعام کیا کرتا تھا اب بھی کرے۔ جو سامان ان کی ربوبیت کے پہلے پیدا کرتا تھا۔ اب بھی پیدا کرے۔

خدا تعالیٰ رب العلمین یعنی سب جہانوں کا رب ہے۔ ان جہانوں میں ہم لوگ بھی جو اس زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ شامل ہیں۔ پس ضروری ہے کہ جس طرح پہلے زمانوں میں انسان کی روحانی ترقی کے لئے خدا تعالیٰ سامان کیا کرتا تھا۔ اسی طرح اب بھی کرے

قرآن کے بعد کوئی شریعت نہیں آسکتی

لیکن اب چونکہ اس نے ایک کامل اور مکمل کتاب بھیج دی ہے۔ اس لئے یہ ضروری نہ تھا کہ اس کے بعد کوئی اور کتاب بھی نازل کرے۔ دیکھئے ایک ڈاکٹر کسی مریض کو نسخہ دے۔ اور پھر اس میں کوئی نقص دیکھے۔ یا مریض کے مناسب حال نہ ہو۔ تو اس کو بدل دیگا۔ اور اس کی بجائے۔ اور تجویز کریگا۔ لیکن اگر وہ نسخہ کامل ہو اور اس سے بیمار کو صحت بھی حاصل ہو تو پھر اس کو تبدیل نہیں کریگا۔ بلکہ بڑے زور سے تاکید کریگا کہ اسے اچھی طرح استعمال کیا جائے۔ قرآن کریم سے پہلے جو کتابیں آئیں۔ وہ چونکہ سارے جہان کے لئے نہ تھیں۔ اور نہ ہی ہمیشہ کے لئے تھیں۔ بلکہ وقتی اور قومی طور پر آئی تھیں اس لئے ان کے بعد اور کتابیں بھی وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہیں لیکن جب ایک کامل کتاب سارے جہانوں کے لئے اور ہمیشہ کیلئے نازل ہو گئی۔ تو پھر کسی اور کتاب کے نازل کرنے کی ضرورت نہ رہی پس۔ جہاں رب العلمین کی صفت سے یہ ثابت ہو گیا کہ ہر زمانہ میں ایسے انسان آتے رہے ہیں۔ جو لوگوں کی روحانی اصلاح کرتے تھے۔ وہاں یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ اب بھی دنیا کی اصلاح کے لئے اس قسم کے آدمی آتے رہنے چاہئیں۔ اور جو لوگ روحانی ترقی کے لئے کوشش کریں۔ ان کی ترقی کے لئے دروازہ کھلے رہنے چاہئیں۔ گو الیوم اکملت لکم دینکم کہ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا کی خبر کے ماتحت آئندہ کے لئے کسی شریعت جدیدہ کا دروازہ بند مانا جاویگا۔

خدا کا اپنے بندوں سے کلام کرنا

اگر ضروری ہے کہ ایسے انسان ہوتے رہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی روحانی ربوبیت کے سامان پیدا کرنیکا ثبوت ہوں۔ ورنہ جس طرح یہ بات قابل قبول نہیں ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہندوستان کے لوگوں کی پرورش کے تو سامان پیدا کئے تھے۔ مگر ایران کے رہنے والوں کو یونہی چھوڑ دیا تھا۔ اسی طرح یہ بھی قابل قبول نہیں کہ آج سے ہزار دو ہزار سال پہلے تو خدا تعالیٰ انسانوں کی روحانیت کے سامان پیدا کرتا تھا۔ مگر آج نہیں کرتا۔ پس خدا تعالیٰ کا رب العالمین ہونا بتاتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کسی زمانہ میں بھی اپنے بندوں سے کلام کرنا بند نہیں کرتا۔ لیکن اگر یہ مانا جائے۔ کہ کبھی

کلام الٰہی کا سلسلہ بند بھی ہو جاتا ہے۔ تو یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ ہم سے پہلے لوگوں کا جو خدا تھا۔ وہ ہمارا خدا نہیں ہے۔ مگر نہیں ہمارا بھی وہی خدا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جو انعامات اس نے پہلے لوگوں پر کئے وہی ہم پر کرے۔ اور جس طرح ان کو اپنے قرب کا شرف بخشا اسی طرح ہمیں بھی بخشے۔ پس الحمد للہ رب العٰلمین سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے وہی مذہب ہو سکتا ہے۔ جو یہ تعلیم دے کہ خدا تعالیٰ ہر زمانہ میں اپنے بندوں کی روحانی تربیت کرتا ہے۔ اور اسی طرح کرتا ہے جیسے پہلے کرتا تھا۔ ہاں اب کسی نئی شریعت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ کامل ہو چکی ہے۔ البتہ یہ ضرورت ہے کہ اس پر عمل کرانے والے لوگ آتے رہیں۔ اور جو زائد باتیں اس میں مل گئی ہوں ان کو دور کرکے اصل شریعت کو لوگوں کے سامنے رکھیں۔ یہی ایک ایسی بات ہے کہ جو تمام مذاہب کا فیصلہ کر دیتی ہے۔ دیگر مذاہب خدا تعالیٰ کو رب العٰلمین کہتے ہیں لیکن ساتھ ہی اپنے سوا باقی سب کو بالکل جھوٹا کہتے ہیں۔ اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی روحانی ربوبیت مکان کے علاوہ زمانہ کے لحاظ سے بھی ایسی محدود ہے۔ کہ اب وہ بھی اس سے محروم ہیں۔ مگر اسلام کی یہ تعلیم نہیں۔ اسلام خدا تعالیٰ کو حقیقی معنوں میں رب العالمین مانتا ہے۔ اور اس بات کا مدعی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت ہمیشہ سے تمام اقوام کے لئے رہی ہے۔ اور کسی زمانہ سے مخصوص نہیں۔ ہاں وہ ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے۔ کہ اس وقت سوائے اس کے دیگر مذاہب خدا تک نہیں پہنچا سکتے۔ کیونکہ وہ اب اپنی اصلی حالت سے بگڑ گئے ہیں۔ اور زمانہ حال کی ضروریات کے بھی مطابق نہیں۔ اور اس بات کا تو خود ان کو بھی اقرار ہے کہ اس وقت ان پر چل کر فی الواقعہ کوئی شخص خدا تعالیٰ سے ملاقی نہیں ہو سکتا۔ پس خدا تعالیٰ کی صفت رب العالمین جس کے مخالفین اسلام بھی قائل ہیں اسلام کے دعویٰ کی تائید کرتی ہے۔

قابل غور بات

اس بات پر تمام مذاہب کے لوگوں کو غور کرنا چاہئے کہ جب وہ مانتے ہیں کہ خدا ہم سب کا رب ہے۔ اور اسی طرح کا رب ہے جس طرح ہم سے پہلوں کا تھا۔ پس اگر واقعہ میں وہ ہمارا بھی رب ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم سے کئی سو سال پہلے تو کلام کرتا تھا۔ مگر اب نہیں کرتا۔ اس کا جواب ان کے مذہب کوئی نہیں دے سکیں گے لیکن اسلام کہتا ہے کہ اب بھی خدا کلام کرتا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اسلام میں خدا ہر زمانہ میں ایسے لوگ بھیجیگا۔ جو خدا سے کلام پا کر لوگوں کی اصلاح کریں گے اور اللہ سے علم پائیں گے۔ چنانچہ ایسے لوگ اسلام میں ہوتے رہے ہیں۔ اور اس زمانہ میں بھی ایک انسان ہوا ہے۔ جو اس بات کا مدعی تھا کہ میں اسلامی احکام پر چلنے والا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ اور اسلام کی تعلیم پر چل کر اس مرتبہ پر پہنچا ہوں۔ کہ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے۔ اور آئندہ کی خبریں بتاتا ہے اگر اس کا یہ دعویٰ درست ثابت ہو جائے۔ اور ہونا چاہئے ورنہ یہ ثابت ہو جائیگا۔ کہ خدا رب العٰلمین نہیں ہے۔ تو کسی عقلمند انسان کو اسلام کے سچا ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہنا چاہئے۔

خدا کی ربوبیت کا ثبوت اسلام میں

میں نے بتایا ہے کہ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اسلام میں ایسے لوگ ہوتے رہیں گے۔ جو خدا سے کلام پا کر لوگوں کی اصلاح کریں گے۔ اور اس کی وجہ یہ بتلائی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ جیسے پہلے لوگوں کا رب تھا اسی طرح ہمارا بھی رب ہے۔ اور وہ ہماری روحانی ربوبیت کے لئے ضروری ہے کہ ایسا ہو۔ پھر میں نے بتایا ہے کہ اس زمانہ میں ایک ایسا انسان ہوا ہے جس کی خدا تعالیٰ نے خاص طور پر تربیت کی اور وہ خدا سے کلام پا کر کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا کہ مجھے اسلام کی تعلیم پر عمل کرکے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی وجہ سے یہ رتبہ حاصل ہوا ہے۔ کہ جس طرح پہلے لوگوں کی روحانی ربوبیت کے لئے نبی بھیجے جاتے تھے۔ اسی طرح مجھے بھیجا گیا ہے۔ جو لوگ یہ سننے کے عادی ہیں کہ ہمارے رسول کے بعد اب کوئی رسول نہیں آسکتا۔ اور نہ اب خدا کسی سے کلام کرتا ہے۔ وہ یہ سن کر حیران ہونگے۔ لیکن تاریخ بتلاتی ہے کہ یہ خیال اسی وقت پیدا ہوتا رہا ہے۔ جب قومیں گرنے لگی ہیں۔ دیکھئے یہود کا ہمیشہ یہ خیال رہا کہ انبیاء کے آنے کا سلسلہ جاری ہے اور خدا اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ لیکن جب ان کی تباہی کا وقت آیا تو ان میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ انبیاء کا آنا بند ہو گیا ہے اور اب خدا کسی سے کلام نہیں کرتا۔ اسی طرح عیسائیوں میں بھی یہی خیال پیدا ہوا۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ جو چیز کسی کے پاس نہ ہو وہ اول تو اس کے ہونے سے ہی انکار کرتا ہے۔ نہیں تو اسے برا اور فضول بتاتا ہے۔ چنانچہ انگور کھٹے کی مثل مشہور ہے۔ تو وہ مذہب جو کسی نبی کے آنے سے یا خدا کے کلام کے جاری رہنے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ اس لئے نہیں کرتے کہ انھیں ضرورت محسوس نہیں ہو رہی۔ بلکہ اس لئے کرتے ہیں۔ کہ ان میں یہ خوبی نہیں پائی جاتی۔ اور اس کو تسلیم کرکے انھیں ماننا پڑتا ہے۔ کہ ہمارا مذہب قابل قبول نہیں ہے۔ مگر اسلام اس کا انکار نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس نے ثبوت پیش کیا ہے۔ اور ایک شخص نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ مجھے خدا نے نبی بنا کر دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور خدا تعالیٰ کا رب العالمین ہونا اس کے اس دعویٰ کی کہ اب بھی دنیا کی روحانی ربوبیت کے سامان ہونے چاہئیں۔ تصدیق کرتا ہے۔ گو یہ بات رہ جاتی ہے۔ کہ دیکھا جائے۔ کہ یہ دعویٰ کرنے والا سچا ہے یا نہیں۔ اس کے لئے میں مختصر طور پر کچھ دلائل بتاتا ہوں۔

حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کی صداقت

یاد رکھنا چاہئے کہ اس مدعی نے اس زمانہ میں جبکہ مادیات کا بہت زور و شور ہے۔ اور کوئی شخص ماننے کے لئے تیار نہیں کہ خدا بھی کلام کرتا ہے حتیٰ کہ خدا نے جو پہلے کلام کیا ہوا ہے۔ اسے بھی رد کیا جاتا ہے۔ دعویٰ کیا ہے کہ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے۔ اس وقت ہندوؤں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو باوجود اپنے پاس خدا کا کلام موجود ہونے کے کہتے ہیں۔ کہ خدا کلام نہیں کرتا۔ عیسائیوں میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو انجیل و تورات کی موجودگی کے باوجود خدا تعالیٰ کے کلام کرنے کے منکر ہیں۔ خود مسلمانوں میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں۔ جو خدا کے کلام کا انکار کرتے ہیں اس زمانہ میں اس قسم کا دعویٰ کوئی معمولی بات نہیں پھر ایک تعلیم یافتہ اور سمجھدار جماعت سے اس دعویٰ کی تصدیق کرانی اور بھی مشکل کام ہے۔ مگر اس مشکل کام کو اس مدعی نے سرانجام کرکے دکھا دیا ہے۔ اور جو شخص بھی اس کے حالات کو بے تعصبی کی نگاہ سے دیکھیگا اسے اس کی صداقت کا قائل ہونا پڑیگا۔

آج سے چالیس سال پہلے اس شخص نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے کہا ہے

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا"

یہ الہام اس وقت آپ نے شائع کیا۔ جبکہ آپ کی حالت نہایت کمزور تھی۔ اور آپ کا نام تک کوئی نہ جانتا تھا۔ قادیان ایک ایسی چھوٹی سی بستی تھی کہ جس کی کوئی شہرت نہ تھی۔ ایک پرائمری مدرسہ اور ایک برانچ پوسٹ آفس تھا جس کے انچارج کو تین روپیہ ماہوار الاؤنس ملا کرتا تھا۔ مگر باوجود اس کے کہ ہر لحاظ سے دنیاوی طور پر حالت کمزور تھی آپنے دعویٰ کیا کہ میں اسلام کی صداقت میں یہ ثبوت پیش کرتا ہوں کہ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے۔ اور یہ کلام کیا ہے کہ

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا"

اس میں پیشگوئی کی گئی تھی کہ میں نذیر ہوں یعنی جس طرح کہ پہلے نبی آتے رہے ہیں۔ اسی طرح کا میں بھی نبی ہوں (نذیر جب مامور کی نسبت بولا جاوے۔ تو لغت میں اس کے معنی نبی کے ہوتے ہیں) دنیا مجھے قبول نہیں کریگی مگر اللہ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ وہ قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے دنیا کو منوا کر چھوڑیگا۔

یہ پیشگوئی آپنے اس وقت شائع کی۔ جبکہ آپ کا ایک بھی مرید نہ تھا۔ پھر جب آپ نے دعویٰ کیا۔ تو چاروں طرف سے دشمنوں نے آپ پر حملہ کرنے شروع کر دیئے۔ عیسائیوں۔ ہندوؤں۔ اور خود آپ کے ہم مذہبوں نے آپ کی مخالفت کے لئے کمر باندھی۔ قتل کی سازشیں کی گئیں۔ کافر قرار دیا گیا۔ اور یہاں تک فتوے دیئے گئے۔ کہ جو شخص اس سے کلام کرے گا۔ اس کا نکاح ٹوٹ جائیگا۔ اور اس کی اولاد ولد الزنا ہوگی۔ پھر ایسے شخص سے جو مصافحہ کرے گا وہ بھی کافر ہو جائیگا۔ جو اس کی شکل دیکھیگا۔ وہ بھی کافر ہو جائیگا۔ غرض کہ آپ کے خلاف کفر اور سازشوں اور منصوبوں کا ایسا دور چلایا گیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ مگر باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ انجام کار کامیابی آپ ہی کو ہوئی۔ ایک بڑے سے بڑے انسان کے جب اس قدر مخالف پیدا ہو جائیں۔ اور اس زور کے ساتھ حملہ آور ہوں تو وہ تباہ ہو جاتا ہے۔ چہ جائے کہ دنیاوی لحاظ سے ایک معمولی آدمی کے ساتھ ایسا سلوک ہو۔ اس کا جو حال ہونا چاہئے۔ وہ سمجھ لیا جائے۔ مگر حضرت مرزا صاحب نے ایسی ہی حالت میں اعلان کیا کہ میں نذیر ہو کر آیا ہوں اگر تم مجھے خوشی سے قبول نہ کروگے۔ تو زبردستی قبول کرایا جائیگا۔ پھر آپ نے فرمایا:- حان ان تعان و تعرف بین الناس کہ وقت آگیا ہے کہ تیری مدد کیجائے۔ اور تو دنیا میں پہچانا جائے۔ پھر فرمایا یاتیک من کل فج عمیق - ویاتون من کل فج عمیق چاروں طرف سے تحفے تیرے پاس آویں گے۔ اور کثرت سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ یہ وہ وقت تھا۔ جب کوئی انسان خیال بھی نہیں کرسکتا تھا کہ ایسی حالت ہو جائیگی۔ مگر حضرت مرزا صاحب نہ جو نہ مال رکھتے تھے نہ شہرت نہ کوئی خطاب یافتہ تھے نہ سلطنت۔ اور سوائے اس کے کہ آپ ایک شریف خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہر قسم کی دنیاوی عزت سے محروم تھے ایسے وقت میں آپ نے اعلان کر دیا کہ میرا نام تمام دنیا میں مشہور کیا جائیگا اب دیکھو باوجود مخالفوں کی سخت مخالفت اور دشمنی کے نتیجہ کیا نکلا۔ یہی کہ سب پہلوان جو آپ کے مقابلہ پر کھڑے ہوئے پچھاڑے گئے۔ اور ابھی دس سال بھی نہ گزرنے تھے۔ کہ دنیا پر آپ کی شہرت ہوگئی۔ اور آج کئی لاکھ کی جماعت آپ کے نام پر جان دینے والی موجود ہے۔ اور ہر ملک میں آپ کا نام پھیلا ہوا ہے اب امریکہ میں بھی ایک شخص نے آپ کو قبول کیا ہے۔ انگلستان۔ چین۔ ماریشس اور الجزائر وغیرہ ممالک میں تو ہماری جماعتیں موجود ہیں۔ یہ سب کچھ ایسی صورت میں ہوا کہ ساری دنیا آپ کی مخالفت کے لئے زور لگاتی رہی۔ اور اس ایک پہلوان کے مقابلہ میں سارے پہلوان اٹھے۔ مگر اس نے جیسا کہ پہلے سے ہی کہدیا تھا کہ میں سب کو گرا دونگا۔ چنانچہ اس نے گرا لیا اور کامیاب ہوگیا۔ اب بتائیے کہ وہ کفر کے فتوے کہاں گئے اور فتوے لگانے والے کدھر گئے۔ اس شہر کے لوگ بھی جانتے ہیں۔ کہ جب آپنے دعویٰ کیا۔ تو آپ پر کس طرح فتوے لگائے گئے۔ مگر وہ دیکھ لیں کہ آپ کا نام دنیا میں کس شان اور سرعت کے ساتھ پھیلا۔ اور پھیل رہا ہے۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ وہی لوگ جنہیں اپنی آزادی کا بڑا گھمنڈ تھا۔ اور دوسروں کو غلام سمجھتے تھے۔ وہ مجھے لکھتے ہیں کہ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہم آپ کے غلام ہیں۔ حالانکہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔ انگلستان ایسا آزاد ملک کہ جہاں کے لوگوں نے پوپ کی حکومت کو گوارا نہ کیا۔ اور ایسے آزاد کہ کسی کی پرواہ نہ کرنے والے وہاں سے بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہم اس وقت تک سوتے نہیں۔ جب تک کہ احمد پر درود نہ بھیج لیں۔

کیا یہ حضرت مرزا صاحب کے سچے ہونے کا زبردست ثبوت نہیں ہے۔ اگر آپ کوئی ایسی بات پیش کرتے۔ جو دنیا کی منظور نظر ہوتی۔ تو لوگ کہہ سکتے تھے کہ اس کو قبول کرنے کے لئے پہلے سے ہی دنیا تیار تھی۔ مگر آپنے وہی باتیں پیش کیں۔ جن کا دنیا انکار کر رہی تھی۔ اس زمانہ میں یہ ماننے کے لئے کون تیار تھا۔ کہ خدا اپنے بندوں کو الہام کرتا ہے۔ لوگ تو اپنی الہامی کتابوں کو بھی چھوڑ رہے تھے۔ اور الہام کا بالکل انکار کر رہے تھے۔ مگر آپنے قبل از وقت بتا دیا کہ لوگ مجھے قبول کریں گے۔ اور دنیا پر میرا نام پھیل جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور یہ خدا کے بتلائے کے بغیر نہیں کہا جا سکتا تھا۔

اسلام کی صداقت کا ثبوت حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ

حضرت مرزا صاحب نے آکر بتا دیا کہ خدا رب العالمین ہے۔ اور جس طرح پہلے اپنے بندوں سے کلام کرتا تھا اسی طرح اب بھی کرتا ہے۔ پھر آپ نے یہ بھی ثبوت دیدیا کہ اسلام ہی ایک سچا۔ اور قابل قبول مذہب ہے

اگر حضرت صاحب کوئی نقل دعویٰ کرتے تو اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا تھا۔ کہ آپ جو کچھ تعلیم دیتے ہیں جس پر چل کر یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے۔ مگر آپ نے تو یہ کہا کہ مجھ کو جو کچھ حاصل ہوا۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ یہ اسلام پر چلنے کا نتیجہ ہے۔

پھر آپ نے ابتدائی زمانہ میں یہ بھی اعلان شائع کیا تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ دنیا تیرا انکار کریگی اور لوگ شرارت سے کام لیں گے۔ ان پر طاعون کا عذاب آئیگا۔ چنانچہ اس اعلان کے پندرہ سال بعد طاعون پھوٹی۔ اور ایسی پھوٹی کہ ابھی تک بند ہونے میں نہیں آئی۔ کیا کوئی انسان اس قدر قبل از وقت کوئی بات بتانے کی طاقت رکھتا ہے۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے پندرہ سال پہلے اپنی طرف سے ایک بات کہدی ہو۔ اور وہ پوری بھی ہو جائے۔ انسان کو تو یہ بھی علم نہیں ہوتا۔ کہ ایک منٹ کے بعد کیا ہوگا۔ کہاں اتنے عرصہ کی خبر۔ پس یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ خدا کی طرف سے آپ کو یہ علم دیا گیا تھا اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ جیسے خدا تعالیٰ پہلے ربوبیت کرتا تھا۔ اب بھی کرتا ہے۔ اور یہ بھی کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا ثبوت پیش کرتا ہے۔

ربوبیت سے فائدہ اٹھانا انسانوں کا کام ہے

کوئی کہے کہ یہ تو مان لیا جائے کہ اسلام میں خدا کی ربوبیت کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن یہ سارے جہانوں کے لئے تو نہ ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سارے جہانوں کے لئے ربوبیت کے ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ سارے کے سارے انسان فائدہ بھی اٹھائیں دیکھئے خدا تعالیٰ نے سورج پیدا کیا ہے۔ اور سب کے لئے پیدا کیا ہے۔ مگر جو آنکھیں بند کرکے بیٹھ رہے وہ اس کی روشنی سے محروم رہیگا۔ اس سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سورج سب کے لئے نہیں ہے۔ اسی طرح روحانیت کی بات ہے۔ اسلام کے متعلق تمام لوگوں کے نہ ماننے کی وجہ سے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ سب کے لئے نہیں ہے۔ اسلام تو ہر ایک کے لئے ہے۔ آگے جس کی مرضی ہو قبول کرے۔ اور جس کی نہ ہو نہ کرے۔ قبول کرنے والوں کو خدا کی معرفت اور قرب حاصل کراتا اور اس کی صفت ربوبیت سے فائدہ حاصل کرنے کا موقعہ دیتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں ایک کو اس نے نبوت کے درجہ پر کھڑا کیا۔ مگر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے ایک غلام ہے۔ کیونکہ اب کوئی نبی ایسا نہیں آسکتا جو اسلام کا ایک شعشہ بھی کم کرے۔ کیونکہ اسلام کامل ہو چکا ہے۔ اور اس کے بعد اور کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ مگر باوجود اس کے رب العلمین کا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں۔ جو الہام پاکر اس بات کا ثبوت دیں۔ کہ خدا اب بھی اپنے بندوں کی ربوبیت کرتا ہے۔ ورنہ اس زمانہ کے لوگوں کا حق تھا۔ کہ وہ کہتے کہ ہم سے پہلوں کی تو انبیاء بھیجکر ربوبیت کی گئی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہماری نہیں کی جاتی۔ اس اعتراض کو حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے دور کر دیا ہے۔ اور میں نے بتایا ہے کہ آپ کی صداقت کے ثبوت میں خدا تعالیٰ نے ایسے ایسے نشانات دکھلائے ہیں۔ کہ ان پر غور کرنے والا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ آپ کو غیب کی خبریں بتائی گئیں جو نہایت صفائی کے ساتھ اپنے اپنے وقت پر پوری ہوئیں اور یہ کسی انسان کی طاقت میں نہیں ہے۔ بلکہ خدا کا ہی کام ہے

حضرت مرزا صاحب کے مخالفین

لیکن کس قدر رنج اور افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان آپ کا نام دجال رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو میں کہونگا کیا دجال کا کام اسلام کی خدمت کرنا ہے۔ مسلیمہ دجال تھا۔ کیا وہ اسلام کی تائید کرتا۔ اور اسلام کے دشمنوں کے اعتراضوں کو رد کرتا تھا۔ یہ لوگ اپنے دل میں انصاف سے کام لیکر کہیں کہ آج تک جن لوگوں نے جھوٹے دعوے کئے ہیں۔ انھوں نے حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں اسلام کی کیا تائید کی ہے۔ آپ تو ایسے وقت میں کھڑے ہوئے۔ اور اس وقت اسلام کی تائید کا بیڑا اٹھایا جبکہ لوگ مذہب کو فضول چیز سمجھنے لگ گئے تھے۔ قرآن کریم کو لغو سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ امپیریل کونسل میں ایک مسلمان ممبر نے ایک موقعہ پر کہا۔ کہ یہ تیرہ سو سال کی پرانی کتاب کیوں ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ یہ کہنے والے وہ صاحب تھے۔ جو مسلم لیگ کے پریذیڈنٹ بن چکے تھے۔ اور مسلمانوں کے قائم مقام کہلاتے ہیں ان کے اس کہنے پر انگریز ممبروں نے بھی نفرت کا اظہار کیا۔ مگر انہیں باوجود مسلمان کہلانے کے کوئی خیال نہ آیا۔ تو اسلام کی یہ حالت ہوگئی تھی۔ پھر بہت لوگ تھے جو کہتے تھے۔ کہ قرآن خدا کا کلام نہیں۔ بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے خیالات ہیں۔ تو ایسے وقت میں حضرت مرزا صاحب نے اسلام کی تائید کا بیڑا اٹھایا۔ جبکہ خود مسلمان اس پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ اور جو کچھ غیر کرتے تھے۔ اس کا تو ذکر کرنا بھی نہایت درد انگیز ہے۔ ایسے خطرناک وقت میں حضرت مرزا صاحب نے نہ صرف ایک ایسی جماعت پیدا کی جو اسلام کو صحیح طور پر چلنے والی ہے۔ بلکہ غیروں کی طاقت اور ہمت کو توڑ دیا۔ چنانچہ کچھ عرصہ ہوا عیسائیوں کی ایک کانفرنس ہوئی تھی۔ جس میں سوال اٹھایا گیا تھا کہ کچھ مدت سے شمالی ہند میں اعلیٰ خاندان کا کوئی شخص عیسائی نہیں ہوتا۔ اس کا جواب واقفکاروں نے یہ دیا۔ کہ اس طرف مرزا غلام احمد نے ہماری خلاف تحریک شروع کی ہوئی ہے۔ جو ہماری ترقی میں روک ہے پس یہ دشمن کا اپنا اقرار ہے کہ جہاں حضرت مرزا صاحب کی تعلیم پھیلی۔ وہاں اس کی ترقی رک گئی۔ اور خوبی وہی اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ جس کا دشمن کو بھی اقرار ہو پھر وہ یورپ جو اسلام کو ایک بدترین۔ اور وحشیوں کا مذہب سمجھتا تھا۔ اس میں ایسے ایسے لوگ کھڑے ہو رہے ہیں۔ جو نہ صرف اسلام کو پیار اور محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بلکہ اسے حرز جان بنا رہے ہیں۔ اور اس سے ایک گھڑی علیحدہ رہنا۔ اپنی موت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ کئی ایک نو مسلموں کے میرے پاس خط آئے ہیں۔ جو لکھتے ہیں کہ ہم نے عہد کر لیا ہے کہ جنگ کے بعد اپنا کام کاج چھوڑ کر اسلام کی تبلیغ میں مشغول ہو جائینگے۔

ایک نے لکھا۔ کہ آپ ہماری قوم کے لوگوں کی عادت سے واقف نہیں ہیں۔ وہ دوسروں کی بات مشکل سے ماننے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ان کی اپنی ہی قوم کا آدمی انھیں کچھ بتائے تو وہ توجہ اور غور سے سننے اور مان لیتے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میں خود انھیں تبلیغ کروں۔ اور اسلام کی طرف دعوت دوں۔ اور اس کام میں اپنی زندگی صرف کردوں

حضرت مرزا صاحب کے کام کو دیکھو

آپ لوگ جانتے ہیں۔ کہ کسی کے دل پر قبضہ حاصل کرنا۔ انسان کا کام نہیں ہے۔ مگر حضرت مرزا صاحب نے قبل از وقت کہدیا تھا کہ میں ایسا کرونگا۔ اور دنیا مجھے قبول کریگی اور پھر ثابت کر کے بھی دکھا دیا۔ لیکن اب کس قدر افسوس اور رنج کی بات ہوگی۔ کہ اب بھی مسلمان آپ کو دجال۔ اور اسلام کا دشمن کہیں۔ کیا دجال کے دل میں ایسی ہی اسلام کی محبت اور الفت ہوتی ہے اور وہ اس کے لئے اسی طرح کوشش اور سعی کرتا ہے اگر فرض کر لو کہ وہ انسان جو اسلام کی صداقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت۔ قرآن کریم کی صداقت کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ وہ دجال ہے تو واللہ وہ ایسے مسلمانوں سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ جو اسلام کے لئے باعث ننگ اور عار ہو رہے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب خود فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

کہ میں اللہ کی محبت کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے مخمور ہو رہا ہوں۔ اگر اسی کا نام کفر ہے۔ تو خدا کی قسم میں بڑا ہی سخت کافر ہوں۔

پس اگر خدا کی خدائی ثابت کر کے دکھانا۔ اسلام کی صداقت دنیا کے سامنے پیش کرنا۔ اسلام کو عالمگیر اور زندہ مذہب ثابت کرنا۔ خدا کی کسی صفت کو باطل کہنے والوں کا منہ بند کرنا۔ دنیا کو نجات۔ اور قرب الٰہی کا رستہ بتانا۔ قرآن کریم کو پاک اور الہامی کتاب ثابت کرنا۔ دجالیت ہے۔ تو خدا کرے کہ سب دجال ہی ہو جائیں۔ لیکن کوئی ذرا اسلام کی محبت کو دل میں جگہ دیکر۔ عقل سے کام لے کر۔ تعصب سے بری ہو کر اور عناد سے خالی ہو کر اتنا تو سوچے کہ حضرت صاحب اور دجال میں تو مشرق و مغرب کا بعد ہے۔ اگر بے تعصبی سے کوئی شخص اس امر پر غور کریگا۔ تو ضرور اسے یہ بعد نظر آئیگا۔ حضرت مسیح ناصری کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ ان پر یہ الزام لگایا گیا کہ تم شیطان کے دوست ہو۔ اس کا انھوں نے نہایت لطیف جوابدیا۔ اور وہی جواب حضرت مرزا صاحب کی طرف سے میں دیتا ہوں انھوں نے کہا کیا کوئی اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارتا ہے کیا کبھی اپنے خلاف آپ باتیں کرتا ہے۔ یعنی میں تو اس کے خلاف باتیں کہتا ہوں۔ پھر میرا اس سے کس طرح کا تعلق ہو سکتا ہے۔ اگر اس سے تعلق ہوتا تو میں اس کی تائید کرتا۔ نہ کہ اس کے خلاف کہتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ دجال بن کر اسلام کو مٹانے کے لئے آئے تھے۔ تو چاہئے تھا کہ وہ اس کی تکذیب کرتے۔ قرآن کریم کی تکذیب کرتے۔ مگر وہ تو کہتے ہیں کہ اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔ اور وہ اس بات پر زور دیتے رہے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ تو زندہ آسمان پر موجود ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مردہ زمین میں دفن ہوں۔ پھر آپ نے قرآن کریم کو خدا کا کلام ثابت کرنے کے لئے ایسے ایسے زبردست دلائل دیئے۔ کہ جن کا کوئی انکار نہ کر سکا۔ پھر کس طرح کہا جائے کہ آپ رسول کریم کی ہتک کرنے اور اسلام کو مٹانے آئے تھے۔ کیونکہ دجال کے متعلق تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اسلام کو مٹانے کے لئے کھڑا ہوگا۔ مگر حضرت مرزا صاحب نے تو ساری زندگی اسلام کے پھیلانے میں ہی صرف کر دی تھی۔ اور ایک ایسی جماعت بنا دی جو خدا کی راہ میں اپنے مال کو صرف کر رہی۔ اور اشاعت اسلام کا کام سر انجام دے رہی ہے۔ ذرا آپ لوگ غور تو فرمائیں کہ اس زمانہ میں وہ کونسی قوم ہے۔ جو بے دریغ اپنے مالوں کو اسلام کی اشاعت کے لئے صرف کر رہی ہے اور وہ کونسی قوم ہے۔ جو تعداد کے لحاظ سے تم سے بہت کم ہے۔ مگر قربانی کے لحاظ سے بہت بڑھی ہوئی ہے۔ وہ ایک غریبوں کی جماعت ہو۔ اور پانچ چھ لاکھ سے زیادہ نہیں ہے۔ مگر اس وقت تک لاکھوں روپے اسلام کی تائید میں خرچ کر چکی ہے۔ لیکن تم کروڑوں ہو کر اس سے آدھا بھی خرچ نہیں کر رہے۔ پس ان لوگوں کو جو حضرت مرزا صاحب پر طرح طرح کے الزام لگاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی خشیت اور خوف سے کام لینا چاہئے اور انھیں غور کرنا چاہئے۔ کہ ان کے منھ سے کیا نکل رہا ہے کیونکہ خدا کی طرف سے اسلام کی تائید کرنے کے لئے آنے والے انسان کا نام دجال رکھنا اس کی ہتک کرنا نہیں بلکہ اسلام کی ہتک کرنا ہے۔ کہ اسلام اپنے قیام کے لئے ایک دجال کا محتاج تھا۔ اگر وہ نہ آیا ہوتا۔ تو نہ معلوم اس کی کیا حالت ہوتی۔ حضرت مرزا صاحب نے دنیا میں آکر وہ کام کر دکھلایا۔ اور ایسے نشانات پیش کئے کہ جن کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آپ نے مختلف مذاہب کے لوگوں کو چیلنج دیا کہ میرا دعویٰ ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ نہیں ہمارے مذہب سچے ہیں۔ آؤ اس کا فیصلہ کر لو۔ اور وہ اس طرح کہ کچھ مریض لیتے ہیں اور ان کو قرعہ اندازی کے ذریعہ آپس میں تقسیم کر لیا جائے پھر ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔ جس کے مریض زیادہ صحتیاب ہونگے۔ اس کا مذہب سچا ثابت ہو جائیگا۔ یہ فیصلہ کا ایک آسان طریق تھا۔ لیکن کوئی مقابلہ پر نہ آیا۔ اور پانیر اخبار میں مضمون لکھا گیا کہ ہمارے پادری جو اتنی اتنی بڑی تنخواہیں لیتے ہیں کیوں اس وقت مقابلہ کے لئے نہیں نکلتے۔ لیکن پھر بھی کوئی نہ آیا۔

غور و فکر سے کام لینا چاہئے

میں نے اس وقت آپ لوگوں کے سامنے مختلف مذاہب کا مختصر ساذکر کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ مذہب کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ بلکہ اس راستہ کا نام ہے جو خدا تعالیٰ سے ملاتا ہے۔ اور خدا سے پیاری اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔ پس میں آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ پیشتر اس کے کہ آپ لوگوں پر موت کی گھڑی آئے آپ غور کریں کہ زندہ مذہب کونسا ہے۔ اور زندہ خدا کا ثبوت کس

مذہب میں ملتا ہے۔ اور کونسا مذہب ہے۔ جو خدا کو رب العالمین ثابت کرتا ہے۔ اگر آپ لوگ غور کریں گے تو معلوم ہو جائیگا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں یہ سب باتیں پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح جو لوگ حضرت مرزا صاحب کے منکر ہیں۔ ان کو معلوم ہو جائیگا کہ اس زمانہ میں صرف حضرت مرزا صاحب ہی کی جماعت اس بات کی مدعی ہے کہ الہام کا دروازہ کھلا ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ انعام آج بھی اسی طرح حاصل ہو سکتا ہے جس طرح آج سے پہلے ہوا تھا۔ چنانچہ حاصل ہوا۔ اور ہماری جماعت میں سینکڑوں ایسے لوگ ہیں جن سے خدا تعالےٰ نے کلام کیا۔ اور ان کو خدا کے کلام کی لذت اور سرور حاصل ہوا۔ ان کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ اور مشکلات و مصائب میں ان کا دستگیر بنتا ہے۔ پس جب یہ ثابت ہو گیا تو بتلایئے آپ لوگ کونسا طریق پسند کرتے ہیں۔ افسوس کہ بہت لوگ ہیں جو غور نہیں کرتے۔ اگر غور کریں تو جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے چھوٹی چھوٹی باتوں سے بڑے بڑے نتائج اخذ کریں۔ آج کل لوگ تجارتوں۔ ملاقاتوں۔ دعوتوں اور بہت سی بیہودہ باتوں کے لئے تو وقت نکال لیتے ہیں۔ لیکن جب انھیں مذہب کے متعلق غور و فکر کرنے کے لئے کہا جائے تو کہتے ہیں کہ فرصت نہیں گویا مذہب نعوذ باللہ بیہودہ باتوں اور گپوں سے بھی زیادہ فضول اور لغو چیز ہے۔ یہ ایک خطرناک مرض ہے۔ اور جس کے اندر ہو اسے بہت جلدی اس کا علاج کرنا چاہیئے۔ اور ضرور مذہب کے متعلق غور و خوض سے کام لینا چاہیئے۔ دیکھئے اگر یورپ کے لوگ مادی اشیاء میں غور نہ کرتے تو یہ رتبہ ان کو کبھی حاصل نہ ہو سکتا۔ یہی حال روحانی ترقی کا ہے۔ جب تک روحانی باتوں کے متعلق بھی غور نہ کیا جائے کچھ نہیں حاصل ہوتا۔ اس وقت میں نے آپ لوگوں کے سامنے ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو زندہ خدا کو پیش کرتا ہے۔ اور اس میں اس کی زندگی کا ثبوت مل رہا ہے۔ نیز یہ بھی کہ خدا جس طرح پہلے اپنے بندوں کی روحانی ربوبیت کرتا تھا اسی طرح اب بھی کرتا ہے۔ اور جس طریق پر ہم چل رہے ہیں اس پر چل کر انھیں فوائد اور انعامات کو حاصل کر سکتے ہیں۔ جو آج سے ہزاروں سال پیشتر حاصل ہوتے تھے۔ ان باتوں کے متعلق اگر کوئی زیادہ تحقیقات کرنا چاہے۔ تو ہمارے پاس آکر زبانی طور پر کر سکتا ہے۔ یا خط و کتابت کے ذریعہ ہم اس کو بتا سکتے ہیں۔ اور اس وقت میں نے مختصر طور پر بتا بھی دیا ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ وہ تمام صداقت پسند روحیں جو خدا تعالےٰ سے ملنے کی تڑپ رکھتی ہیں میری باتوں کی طرف ضرور توجہ کریں گی۔ اور آئندہ زندگی کے لئے۔ جو ہمیشہ کی زندگی ہے ضرور وقت نکالیں گی۔ تا معلوم کریں کہ وہ کونسی تعلیم ہے۔ جس پر چل کر انسان خدا کو پا سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو اس کی توفیق دے۔ آمین

سالانہ جلسہ کا اجمالی پروگرام

سالانہ جلسہ ۲۵ - دسمبر ۱۹۱۷ء کو [illegible] شروع ہوگا اور ۲۹ - دسمبر ۱۹۱۷ء کو قبل دوپہر تک جاری رہیگا۔ اس لئے احباب ۲۴ - دسمبر کی شام تک اور نہایت کار ۲۵ - دسمبر کی صبح تک دارالامان پہنچ جاویں۔ اس سال کے جلسہ کی بعض خصوصیات ہیں۔

اول مستورات کا ایک الگ جلسہ ہوگا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی دو تقریریں ہونگی۔ جو ۲۶ دسمبر ۱۹۱۷ء کو قبل دوپہر اور ۲۹ - دسمبر ۱۹۱۷ء کو قبل دوپہر ہونگی

دوم - ایک انگریزی لیکچر تعلیم یافتہ جماعت اور انگریزی خوانوں کے لئے ہوگا۔ جو کالجوں کے اس موقع پر شریک ہونگے۔ یہ لیکچر ۲۷ - ۲۸ - دسمبر ۱۹۱۷ء کی درمیانی رات کو ہوگا۔ اس لیکچر کا موضوع "احمدیت" ہوگا یقین کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے - ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز - اس مضمون پر تقریر کریں گے۔

سوم اسلام پر جو اعتراضات آریہ - عیسائی برہمو - اور دیگر مخالفین اسلام کرتے ہیں - ان کے جوابات کے لئے ایک خاص لیکچر ہوگا - جو ۲۵ دسمبر ۱۹۱۷ء کو بعد دوپہر ہوگا - اور یہ لیکچر عصری تعلیم یافتہ شیخ عبدالرحمن صاحب نو مسلم مولوی فاضل دینگے۔

چہارم احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان جو مسائل متنازعہ فیہ ہیں ان پر ایک مبسوط تقریر ۲۷ - دسمبر ۱۹۱۷ء کو قبل دوپہر حضرت حافظ روشن علی صاحب کریں گے۔

پنجم غیر از جماعت (منکرین خلافت) نے جن مسائل کو متنازعہ فیہ ظاہر کیا ہوا ہے ان پر مفصل لیکچر حضرت میر محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل ۲۶ - دسمبر کو بعد دوپہر کریں گے۔

ششم حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب ۲۸ دسمبر کی صبح کو وعظ فرمائیں گے۔

ہفتم ۲۸ - دسمبر ۱۹۱۷ء کو قبل دوپہر سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کاموں پر تبصرہ صدر انجمن احمدیہ اور ترقی اسلام کی رپورٹ کی صورت میں قوم کے سامنے پیش کیا جائیگا۔

ان تمام امور کے علاوہ سب سے بڑھکر حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی دو پبلک تقریریں ہونگی۔ جو ۲۸ - دسمبر ۱۹۱۷ء کو بعد نماز جمعہ ہونگی۔

ہشتم ۲۹ - دسمبر ۱۹۱۷ء کو قبل دوپہر پنجابی تقریریں۔ اور نظمیں ہونگی۔

یہ مختصر پروگرام کا نقشہ دیا گیا ہے۔ جلسہ کے اوقات ۹ بجے صبح سے لے کر ۱۲ بجے تک اور پھر بعد نماز ظہر و عصر ۲ بجے سے ۴ بجے تک ہونگے۔

خاکسار یعقوب علی
اسسٹنٹ سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

ہنگامۂ یورپ

کناڈا میں خوفناک آتشزدگی

جہاز ٹکرا گئے۔ لنڈن ۷ - دسمبر - نیو یارک - شہر ہیلی فیکس کو آگ لگ گئی۔ جس کا باعث یہ ہوا کہ دو جہاز آپس میں ٹکرا گئے۔ جن میں سے ایک امریکن تھا۔ اور اس میں گولی بارود کا سامان کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ دھما کا اس بلا کا تھا کہ شہر ہیلی فیکس کے ساتھ برقی سلسلہ پیام رسانی منقطع ہو گیا۔

شفاخانے زخمیوں سے بھر گئے لنڈن ۸ - دسمبر تازہ ترین ایک تار سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کی سہ پہر کو سلسلہ پیام رسانی ہیلی فیکس کے ساتھ از سر نو قائم ہو گیا۔ شہر کا آدھا حصہ شمالی برباد ہو گیا۔ اور گلیاں لاشوں سے پٹی پڑی ہیں۔ ہسپتال زخمیوں سے ایسے کھچا کھچ بھر گئے ہیں کہ بہت سے مجروحین مرہم پٹی کے بغیر واپس جانے پر مجبور ہیں۔ تباہی کی پہلی خبر جو ہیلی فیکس سے آئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شہر کا ایک تہائی حصہ کھنڈر ہو کر رہ گیا ہے۔ مالی نقصان کا اندازہ کروڑ ہا ڈالر کیا گیا ہے۔

ہیبت ناک تصادم جب دونوں جہاز ٹکرائے تو ہیلی فیکس کے بندرگاہ میں ایک تند طوفان پیدا ہو گیا۔ گولی بارود والے جہاز سے جو جہاز ٹکرایا وہ اہل بلجیم کی امداد کے لئے رسد بھر کر بلجیم جانے والا تھا۔ تصادم نے ساٹھ میل کے فاصلہ تک کی کھڑکیوں کو توڑ ڈالا۔ تار رساں کا رکن - جو چار میل کے فاصلہ پر تھے مر گئے۔ بار برداری کی گاڑیاں جو دو میل کے فاصلہ پر تھیں ریل کی پٹڑی پر سے اڑ گئیں امداد رساں جہاز کا رہنما جو بچا لیا گیا بیان کرتا ہے کہ جلتا ہوا تیل تصادم کے بعد جہاز کے سامنے والے حصہ پر پھیل گیا۔ کڑکڑاتی ہوئی سردی نے بے خانماں مصیبت زدوں کے مصائب میں اضافہ کر دیا۔ شہر کا بہترین سکونتی حصہ آتشزدگی سے بچ گیا۔ اگرچہ دھما کے نے اسے بھی نقصان پہنچایا۔ سب سے زیادہ نقصان جان رچمنڈ میں ہوا۔ جو بیشتر چوبی مکانات پر مشتمل ہے۔ بجز سوختہ لاشوں کے بہت خاندانوں کا سراغ تک باقی نہیں رہا۔ جب دھما کہ ہوا ہے تو جہاز پر سوار ہونے کے لئے کوئی فوج موجود نہ تھی۔

نقصان جان و مال لنڈن ۹ - دسمبر ہانسٹریل کے ایک تار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ از روئے تازہ ترین شمار و اعداد ہیلی فیکس میں دو ہزار سے زائد جانیں تلف ہوئیں۔ اور پانچ ہزار اشخاص زخمی ہوئے۔ برفانی ہوا کا جھکڑ مصائب میں اشتداد پیدا کر رہا ہے۔ مکانات میں چونکہ گنجائش نہیں اس لئے لاشیں نکال نکال کر چھتوں اور کھلے میدانوں میں تلے اوپر ڈھیر کی جا رہی ہیں۔ مالی نقصان کا اندازہ ۷۰ لاکھ پونڈ کیا جاتا ہے۔ سب سے زیادہ نقصان جان کا ہوا۔ چند سکول بالکل تباہ ہو گئے۔

شہنشاہ معظم کا پیام ہمدردی لنڈن ۷ - دسمبر شہنشاہ معظم نے کناڈا کے گورنر جنرل کو تار دیا ہے کہ آپ باشندگان ہیلی فیکس کے ساتھ اس مصیبت عظیمہ میں صدق دل سے ہمدردی فرماتے ہیں۔

امریکہ کی ہمدردی لنڈن ۸ - دسمبر واشنگٹن مصیبت زدگان ہیلی فیکس کی امداد کے لئے پچاس ساٹھ لاکھ ڈالر کی رقم کی منظوری کے بارے میں متفقہ رزولیوشن پارلیمنٹ میں پیش کئے گئے ہیں۔ اور مسٹر ولسن نے ہمدردی کا تار بھیجا ہے۔

حالات اٹلی

جبال منٹانو کا خط مدافعت لنڈن ۹ - دسمبر رائٹر کا نامہ نگار اطالوی صدر مقام سے ۸ - دسمبر کو حسب ذیل پیغام ارسال کرتا ہے۔ برطانی اور فرانسیسی افواج نے میدان جنگ کے اولین خط مدافعت میں اپنے مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ جبال منٹانو جن پر برطانی مضبوطی سے قائم ہیں۔ دس میل تک چلے گئے ہیں۔

غنیم کی گولہ باری آج تار دیتے ہوئے وہی نامہ نگار بیان کرتا ہے۔ کہ آسٹروی جرمن برابر ان مورچوں پر گولہ باری کر رہے ہیں۔ جن پر برطانی اور فرانسیسی افواج قابض ہیں خصوصاً جبال منٹانو ان کا نشانہ ہیں۔ کیونکہ وہاں بھی برطانی موجود ہیں۔

فرانسیسیوں اور آسٹرویوں میں لڑائی رائٹر کا نامہ نگار جو اطالیہ کی فرانسیسی افواج کے ساتھ ہے تار دیتا ہے کہ فرانسیسیوں اور آسٹرویوں کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی ہے جس علاقہ میں فرانسیسی ہیں نہایت ہی خطرناک ہے۔ اور اس پر قابض رہنا نہایت ہی ضروری ہے۔

حالات فرانس

حملہ آوروں کی پسپائی لنڈن ۷ - دسمبر - ایک فرانسیسی اعلان مظہر ہے دریائے میوز کے دائیں پر شدید گولہ باری کے بعد غنیم نے بیزن داکس اور بوبانٹ کی جانب متعدد مرتبہ ہمارے خطوط مدافعت تک پہنچنے کی کوشش کی ہماری آتش باری نے ان حملوں کو مسترد کر دیا۔ اور حملہ آوروں کو ان کی خندقوں کی طرف پسپا کر دیا۔

غنیم کو دھوکا ہو گیا۔ لنڈن ۸ - دسمبر رائٹر کا نامہ نگار کل شام کے ایک پیغام میں صدر مقام سے اطلاع دیتا ہے کہ منگل کی شام اور کل سہ پہر کے درمیان برطانی پسپائی نہایت شاندار طریق سے ادا ہوئی۔ غنیم کو اس کا شک و شبہ نہ تھا۔ اس لئے بورلون پر وہ گولہ باری کرتا رہا۔ اور بعد میں پیدل فوج کو خالی جگہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ موزر اور لاڈ کاری کے ارد گرد تو لڑائی ہوتی رہی ہے۔ ورنہ باقی تمام مقامات پر حالت قابل اطمینان ہے۔ جرمنوں نے کم از کم ۲۵ ڈویژن اس غرض کے لئے استعمال کئے تھے کہ ہنڈنبرگ خط مدافعت کے ٹوٹے ہوئے حصہ کو درست کر سکیں۔

نامہ نگار کا خود یہ خیال ہے کہ پسپائی سے ہم نہایت ہی زبردست اور مضبوط مورچہ کو مستحکم کر لیا ہے۔ اور جس قدر منافع حاصل